www.abulhasanalinadwi.org

سلسلہ ۱۶۸۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب

مؤرخین اور مصنفین کو خدا معاف کرے مقدس سے مقدس مقامات اور افضل سے افضل اوقات میں بھی یہ تاریخی ذوق اور طرزِ فکر ان کا ساتھ نہیں چھوڑتا اور وہ چند لمحات کے لیے بھی اس سے آزاد نہیں ہو پاتے۔ وہ جہاں بھی ہوتے ہیں اپنے علم اور مطالعہ کی فضا میں سانس لیتے ہیں اور حال کا رشتہ ہمیشہ ماضی سے جوڑنا چاہتے ہیں۔ مناظر کو دیکھ کر ان کا ذہن بہت جلد اس تاریخی منظر کی تلاش میں نکل جاتا ہے جس کے نتیجے میں ان مناظر کا وجود اور نمود ہے۔

میں کل مسجدِ نبوی میں روضہ جنت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے مراد وہ مقام ہے جس کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔ میرے چاروں طرف

ہدیہ بطور صدقہ جاریہ ایک روپیہ

www.abulhasanalinadwi.org

نمازیوں اور عبادت گذاروں کا کثیر مجمع تھا ان میں کچھ لوگ سجدے میں تھے اور کچھ رکوع میں۔ تلاوتِ قرآن کی آواز فضا میں اس طرح گونج رہی تھی جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے چھتے میں بھنبھنا رہی ہوں۔ اس وقت کا سماں کچھ ایسا تھا کہ مجھے تاریخ اور تاریخی شخصیات کو تھوڑی دیر کے لیے فراموش کر دینا چاہیے تھا لیکن تاریخ کی قدیم یادیں بادلوں کی طرح میرے دل و دماغ پر چھا گئیں اور میرا اُن پر کوئی زور نہ چل سکا۔

مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اس کی بعض نامور شخصیتوں اور رہنماؤں کو ایک نئی زندگی عطا کی گئی ہے اور وہ وفد کی شکل میں یکے بعد دیگرے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو رہے ہیں۔ اور اسی عظیم مسجد میں فریضۂ نماز ادا کرنے کے بعد اسی عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیۂ سلام اور خراجِ محبت و عقیدت پیش کر رہے ہیں اور اس کے احسانات کا اعتراف کر رہے ہیں۔

اور باوجود اس کے کہ وہ مختلف زبانوں، مقامات اور طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں سب یک زبان ہو کر اس کی گواہی دے رہے ہیں کہ آپ ہی وہ نبی ہیں جنھوں نے اللہ کے حکم سے ان کو ظلمت سے روشنی کی طرف، تیرہ بختی سے خوش بختی کی طرف مخلوق کی عبادت سے خدائے واحد کی عبادت کی طرف اور مذاہب کے ظلم و استبداد سے اسلام کے عدل و انصاف کی طرف اور دنیا کی تنگی سے اس کی کشادگی کیطرف منتقل کیا۔

وہ اعتراف کر رہے ہیں کہ وہ اسلام ہی کی پیداوار ہیں اور انکا سارا

www.abulhasanalinadwi.org

وجود اور زندگی نبوّت کی مرہونِ منّت ہے۔ اگر خدانخواستہ ان سے وہ سب واپس لے لیا جائے جو اللہ تعالےٰ نے ان کو اس نبی محترم کے ذریعہ عطا کیا تھا اور نبوّت کے وہ عطیے ان سے چھین لیے جائیں جنھوں نے دنیا میں ان کو عزّت و سرفرازی بخشی تھی تو ان کی حیثیت ایک بے روح اور بے جان ڈھانچے اور چند مبہم اور بے مقصد خطوط و اشکال سے زیادہ نہ رہ جائے گی اور وہ تاریخ کے اس تاریک ترین عہد کی طرف واپس چلے جائیں گے جہاں جنگل کے قانون اور ظلم و استبداد کا دور دورہ تھا اور موجودہ تہذیب و تمدّن کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔

اچانک میری نگاہ ایک طرف اٹھ گئی۔ میں نے دیکھا کہ باب جبریل سے (جو مجھ سے زیادہ قریب تھا) ایک جماعت داخل ہو رہی ہے۔ سکون و وقار میں ڈوبے ہوئے لوگ، ان کی پیشانی سے علم کا نور اور ذہانت کا وفور صاف عیاں تھا۔ وہ باب الرحمت اور بابِ جبریل کے درمیانی حصّے میں پھیل گئے وہ اتنی بڑی تعداد میں تھے کہ ان کے شمار کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔

میں نے دربان سے پوچھا یہ لوگ کون ہیں؟ اُس نے کہا اِس امّت کے امام اور رہنما، انسانیت کے محسن اور نوعِ انسانی کے ممتاز اور قابلِ فخر نمونے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پوری پوری قوم کا امام، پورے کتب خانے اور مکتبِ فکر کا بانی اور مؤسّس، پوری نسل کا مُربّی اور مستقل علوم و فنون کا مُوجد ہے۔ ان کے لازوال شاہکار اور لافانی آثار اور نمونے آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ ان علوم

www.abulhasanalinadwi.org

واجتہاد اور تحقیق کی روشنی میں کتنی کتنی نسلوں نے سفرِ زندگی طے کیا ہے اس نے عجلت کے ساتھ ان چند ہستیوں کے نام بھی مجھے بتا دیئے۔

امام مالکؒ ، امام ابو حنیفہؒ ، امام شافعیؒ ، امام احمد بن حنبلؒ ، لیث بن سعد مصری امام اوزاعیؒ ، امام بخاریؒ ، امام مسلمؒ ، تقی الدین بن تیمیہؒ ، ابن قدامہ ، ابو اسحاق الشاطبی ، کمال ابن ہمامؒ ، شاہ ولی اللہ دہلویؒ ، (رحمہم اللہ)

اگرچہ ان شخصیتوں میں اپنے زمانے اور اپنے ملک وطن اور اپنی علمی و دینی حیثیتوں اور مراتب کا بڑا فرق تھا لیکن ان سب نے اس موقع پر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خراجِ عقیدت پیش کیا اور اشکِ ندامت نذر کئے۔

میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے انھوں نے تحیۃ المسجد کا دوگانہ بہت خشوع وخضوع اور حضوری قلب کے ساتھ ادا کیا۔ پھر بہت ادب اور تواضع کے ساتھ مرقد مبارک کی طرف بڑھے اور بہت نپے تُلے مختصر معانی سے لبریز گہرے اور پُر مغز کلمات کے ساتھ سلام پیش کیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کی آواز اس وقت بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور آواز میں رقت۔ وہ کہہ رہے تھے:

" یا رسول اللہ ! اگر آپ کی لازوال وسیع ، جامع ، عادلانہ اور کشادہ شریعت نہ ہوتی اور ان کے وہ اصول نہ ہوتے جن سے انسانی ذہن اور صلاحیت نے نئے نئے گل بوٹے پیدا کئے اور دنیا کا دامن بیش قیمت اور عطر بیز پھولوں سے بھر دیا۔ اور اس کا وہ حکیمانہ اور معجزانہ نظام نہ ہوتا جس نے انسانی فکر وتدبر

www.abulhasanalinadwi.org

اور اخذ و استنباط کی صلاحیت کو پیدا کر دیا۔ اور اگر وہ انسانیت کی ایک اہم ضرورت نہ ہوتی تو اس عظیم فقہ کا کوئی وجود نہ ہوتا۔ نہ یہ عظیم اسلامی قانون وجود میں آتا جس سے اس وقت تک ہر قوم کا دامن خالی ہے نہ اتنا بڑا اسلامی کتب خانہ پیدا ہوتا جس کے سامنے دنیا کا سارا مذہبی لٹریچر ہیچ ہے۔ اگر علم کی اشاعت، خدا کی نشانیوں اور اس کی قدرتِ کاملہ میں غور و فکر اور عقل سے کام لینے کی آپ نے اتنی پُرزور دعوت نہ دی ہوتی تو یہ شجرِ علم زیادہ دنوں تک برگ و بار نہ لا سکتا اور نہ اس کا سایہ تمام دنیا پر ایسا محیط ہوتا جیسا آج نظر آرہا ہے عقل انسانی پہلے کی طرح پابہ زنجیر ہوتی۔

میں اس جماعت کو جی بھر کے دیکھ بھی نہ سکا تھا کہ میری نظر ایک اور گروہ پر پڑی جو باب الرحمۃ سے ہو کر اندر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ صلاح و تقویٰ اور زہد و عبادت کے آثار ان کے چہروں سے صاف ظاہر تھے۔

مجھے بتایا گیا کہ اس جماعت میں حسن بصریؒ، عمر بن عبدالعزیزؒ، حضرت سفیان ثوریؒ، فضیل بن عیاضؒ، داؤد الطائیؒ، ابن السماکؒ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، نظام الدین اولیاءؒ، اور عبدالوہاب المتقی جیسے حضرات بھی رونق بخش ہیں۔ جنھوں نے اپنے قابلِ رشک پیشروں کی یاد تازہ کر دی۔

نماز کے بعد یہ لوگ بھی قبرِ مبارک پر حاضر ہوئے اور اپنے نبی و پیشوا اور سب سے بڑے معلّم اور رہنما کی خدمت میں درود و سلام کا تحفہ پیش کرنے لگے وہ کہہ رہے تھے۔:

www.abulhasanalinadwi.org

"یارسول اللہ! اگر ہمارے سامنے وہ عملی مثال نہ ہوتی جو آپ نے پیش فرمائی تھی اور وہ مینارۂ نور نہ ہوتا جس کو آپ نے بعد کے آنے والوں کے لیے قائم فرمایا تھا، اگر آپ کا یہ قول نہ ہوتا کہ " اے اللہ! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے" اگر آپ کی یہ وصیت نہ ہوتی کہ دنیا میں اسطرح زندگی گذارو جس طرح کوئی مسافر یا راہی گزارتا ہے، اگر زندگی کا وہ طرز نہ ہوتا جس کا ذکر حضرت عائشہؓ نے اس طرح کیا ہے کہ "ایک چاند کے بعد دوسرا چاند دوسرے کے بعد تیسرا چاند نکل آتا تھا اور آپ کے گھر میں آگ نہ جلتی تھی نہ چولہے پر دیگچی چڑھانے کی نوبت آتی تھی"

تو ہم دنیا پر اس طرح آخرت کو ترجیح نہ دے سکتے اور نہ ہم محض گذارہ پر بسر کر سکتے اور نہ قناعت کو اپنی زندگی کا شعار بنا سکتے نہ ہم نفس کی ترغیبات پر قابو پا سکتے اور نہ دنیا کے حسن وجمال اور اس کی رعنائی وزیبائی اور عہدہ ومنصب کی طاقت اور کشش کا اس طرح مقابلہ کر سکتے۔

ان کے حکیمانہ الفاظ ابھی پوری طرح میرے دل و دماغ میں پیوست بھی نہ ہونے تھے کہ میری نظر ایک اور گروہ پر پڑی جو " باب النساء " سے بہت لحاظ اور ادب کے ساتھ گزر رہا تھا۔ ظاہری آرائش اور آزادی کے ان مناظر سے جو اسلامی اصول وآداب کے منافی ہیں یہ گروہ بالکل محفوظ اور خالی تھا۔ یہ مختلف قوموں اور دور دراز ملکوں کی صالح عبادت گزار اور عفیف خواتین تھیں جو عرب وعجم اور شرق ومغرب کے مختلف خطوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ بہت دبی

www.abulhasanalinadwi.org

زبان میں اور پورا ادب واحترام ملحوظ رکھتے ہوئے وہ اپنے جذبات تشکر وعقیدت کا اظہار اس طرح کر رہی تھیں۔

" ہم آپ پر درود وسلام بھیجتی ہیں یارسول اللہ! ایسے طبقے کا درود وسلام جس پہ آپ کا بہت بڑا احسان ہے آپ نے ہم کو خدا کی مدد سے جاہلیت کی بیڑیوں اور بندشوں، جاہلی عادات وروایات، سوسائٹی کے ظلم اور مردوں کی زبردستی اور زیادتی سے نجات بخشی۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کے رواج کو ختم کیا۔ ماؤں کی نافرمانی پر وعید سنائی۔ آپ نے فرمایا کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

آپ نے وراثت میں ہم کو شریک اور اس میں ماں بیٹی، بہن اور بیوی کی حیثیت سے ہم کو حصہ دلایا۔ یوم عرفہ کے مشہور تاریخی خطبہ میں آپ نے ہمیں فراموش نہیں کیا۔ اور کہا کہ " عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو اس لیے کہ تم نے ان کو اللہ کے نام سے حاصل کیا ہے۔" اس طرح مختلف مواقع پر مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک، ادائے حقوق اور بہتر معاشرت کی ترغیب دی تھی اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے طبقے کی طرف سے وہ بہتر سے بہتر جزا دے جو انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور اللہ کے نیک وصالح بندوں کو دی جاسکتی ہے۔"

یہ نرم آوازیں میرے کانوں میں گونج رہی تھیں کہ ایک اور جماعت نظر آئی جو " باب السلام " کی طرف سے آرہی تھی۔ میں ان کی طرف متوجہ ہوا

www.abulhasanalinadwi.org

تو دیکھا کہ وہ علوم و فنون کے موجد اور مرتب ائمہ نحو و لغت و بلاغت کی جماعت تھی۔ اس میں ابو الاسود الدئلی، خلیل بن احمد، سیبویہ، کسائی، ابو علی الفارسی، عبد القاہر الجرجانی، السکاکی، مجد الدین فیروز آبادی، سید مرتضیٰ الزبیدی بھی تھے جو اپنے علوم کا سلام پیش کر رہے تھے اور اپنی شہرت اور مرتبہ علمی کا خراج ادا کرنے آئے تھے۔ میں نے دیکھا وہ بہت بلیغ اور ادبی الفاظ میں اسطرح گویا ہیں:

"یا رسول اللہ! اگر آپ نہ ہوتے اور یہ مقدس کتاب نہ ہوتی جو آپ پر نازل ہوئی، اگر آپ کی احادیث نہ ہوتیں اور یہ شریعت نہ ہوتی جس کے سامنے ساری دنیا نے سر تسلیم خم کر دیا ہے اور وہ اس وجہ سے عربی زبان سیکھنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے پر مجبور تھی تو پھر یہ علوم بھی نہ ہوتے جن میں آج ہم کو امامت و قیادت کا شرف حاصل ہے۔

نحو، بیان، بلاغت ان میں سے کسی چیز کا وجود نہ ہوتا۔ نہ یہ بڑی بڑی معاجم اور لغات نظر آتیں۔ نہ عربی زبان کے مفادات میں یہ نکتہ آفرینیاں اور دقیقہ سنجیاں ہوتیں۔ اور نہ ہم اس راستے میں طویل جدّوجہد کے لیے تیار ہوتے (جس کے یہاں زبانوں اور بولیوں کی کوئی کمی نہ تھی) عربی سیکھنے اور اس پر عبور حاصل کرنے کی کوئی خواہش نہ ہوتی۔ اور نہ انمیں وہ مصنفین اور اہل قلم پیدا ہوتے جن کی ادبیت و زبان دانی کا اہل زبان نے بھی لوہا مان لیا اور ان کی ادبی ذہانت کا اعتراف کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

یارسول اللہ ! آپ ہی ہمارے درمیان اور اسلام میں پیدا ہونے والے ان علوم کے درمیان واسطہ اور رابطہ تھے جو آپ کی بعثت کے بعد وجود میں آئے۔ درحقیقت صرف آپ ہی عرب وعجم میں رابطہ کا ذریعہ ہیں آپ ہی کی ذات ہے جس نے اس درمیانی خلا کو پر کیا اور عرب وعجم اور مشرق ومغرب کو گلے ملا دیا۔ اور شیر وشکر بنا دیا۔

آپ کا کتنا احسان ہے ہماری اس ذہانت، طبّاعی اور تبحرِ علمی پر اور آپ کا کتنا کرم ہے علم کی اس دولت پہ انسانی عقل کی زرخیزی پر اور قلم کی گل کاری پر۔

یارسول اللہ ! اگر آپ نہ ہوتے تو یہ عربی زبان اور دوسری بہت سی زبانوں کیطرح صفحۂ ہستی سے ناپید ہو جاتی۔ اگر قرآن مجید کا غیر فانی صحیفہ اس کا پاسبان نہ ہوتا تو اس میں اتنا تغیّر وتبدّل ہو جاتا کہ اس کی صورت ہی مسخ ہو جاتی۔ اور وہ ایک نئی زبان بن جاتی جیسا کہ بکثرت دوسری زبانوں کے ساتھ ہوا ہے۔ عجمی الفاظ اور مقامی زبانیں اس کو جذب کر لیتیں۔ یا نگل لیتیں اور اس کی صحت واصلیت یکسر ختم ہو جاتی۔

یہ آپ کے وجود مبارک، شریعتِ اسلامی، اور اس کتاب مقدّس کا فیض ہے جس نے اس زبان کو فنا کی دست وبرد سے محفوظ رکھا ہے اور عالمِ اسلام کے لیئے اس کی عزّت ومحبّت واجب کر دی ہے اور ہر مسلمان کے دل کو اس کا اسیر محبت بنا دیا ہے۔ آپ ہی کی توجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس زبان کو دوام بخشا

www.abulhasanalinadwi.org

اور اس کی بقاء و ترقی کی ضمانت دی۔ اس لیئے ہر اُس شخص پر جو اس زبان میں بات کرتا ہے یا لکھتا ہے یا اس کی وجہ سے کوئی بلند مرتبہ حاصل کرتا ہے یا اس کی دعوت دیتا ہے آپ کا احسان ہے اور وہ اس احسان کا کبھی منکر یا اس سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔

میں ان کے اس تشکر، واعتراف اور اظہارِ حقیقت کو غور سے سُن رہا تھا کہ اچانک میری نگاہ "باب عبدالعزیز" پر جا کر ٹھہر گئی۔ اس دروازے سے ایک ایسا گروہ داخل ہو رہا تھا جس پر مختلف قوموں اور مختلف ملکوں کے رنگ نمایاں تھے۔ اس میں دنیا کے بڑے بڑے سلاطین اور تاریخ کے ممتاز ترین بادشاہ اور فرمانروا شامل تھے۔

ہارون الرشید، ولید بن عبدالملک، ملک شاہ سلجوقی، صلاح الدین ایوّبی، محمود غزنوی، ظاہر بیبرس، سلیمان اعظم اور اورنگزیب عالمگیر بھی اس گروہ میں شامل تھے۔ انھوں نے اردلیوں اور چوبداروں کو دروازے کے باہر ہی چھوڑ دیا تھا اور نظریں جھکائے ہوئے تواضع وانکسار کا مجسمہ بنے ہوئے بہت آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہوئے چل رہے تھے۔ میری نظر کے سامنے ان سب کی شخصیتیں اور کارنامے اُبھرنے لگے۔ میری آنکھوں میں اس طویل وعریض دنیا کا نقشہ پھر گیا جس پہ ان کا سکّہ چلتا اور انکا ڈنکا بجتا تھا۔ ان کی بادشاہی اور فرمانروائی کی تصویریں یکایک میرے سامنے آگئیں۔ جو ان کی دنیا کو بڑی بڑی توتولا طاقتور سلطنتوں اور جابر بادشاہوں پہ حاصل تھی۔ ان میں وہ ہستی بھی تھی جس نے

www.abulhasanalinadwi.org

بادل کے ایک ٹکڑے کو دیکھ کر یہ جملہ کہا تھا:

" تو جہاں چاہے جا کے برس، تیرا خراج آخر کار میرے ہی خزانے میں آئے گا "

وہ شخص بھی تھا جس کی سلطنت کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ اگر سب سے تیز رفتار سانڈنی سوار سلطنت کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جانا چاہتا تو یہ پندرہ ماہ سے کم میں ناممکن تھا۔ ان میں وہ فرمانروا بھی تھے جو نصف کرۂ ارض پر حکومت کرتے تھے۔ اور بڑے بڑے بادشاہ ان کو خراج پیش کرنے پر مجبور تھے۔ ایسے فرمانروا بھی تھے جنکی ہیبت سے سارا یورپ لرزہ براندام تھا اور جن کے زمانے میں مسلمانوں کو عزت کا یہ مقام حاصل تھا کہ جب وہ یورپ کے ملکوں میں جاتے تھے تو ان کے دین کے احترام اور ان کے غلبہ وسطوت سے گرجا گھروں کے گھنٹے نہ بجتے۔ غرض اسیطرح کے نہ جانے کتنے بادشاہ اور فرمانروا اس مجمع میں موجود تھے۔

وہ مسجدِ نبوی میں نماز ادا کرنے کے لیے آگے کیطرف بڑھ رہے تھے۔ وہ حضور کی خدمت میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کرنا چاہتے تھے اور اس کو اپنے لیے سب سے بڑا شرف و اعزاز اور سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے اور تمنا کرتے تھے کہ کاش ان کی یہ نماز اور یہ ھدیۂ درود وسلام قبول فرمایا جائے۔

میں نے دیکھا کہ وہ لرزتے ہوتے قدموں کے ساتھ آگے کی طرف بڑھ

www.abulhasanalinadwi.org

رہے تھے۔ ان کے دلوں پر ہیبت طاری تھی یہاں تک کہ وہ "صُفّہ" کے نزدیک پہنچ گئے۔ جو فقراء صحابہ کا مسکن اور جائے قیام تھا۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے وہاں رُک گئے اور عزت واحترام اور شرم وحیا کے ملے جُلے جذبات کے ساتھ اس جگہ کو دیکھنے لگے جو کبھی ان فقراء ومساکین کا ٹھکانہ تھا جن کے قدموں کی خاک کو یہ اپنی آنکھ کا سُرمہ بنانے کو تیار رہیں۔

اس کے قریب ہی انھوں نے تحیۃ المسجد کے طور پر دو رکعتیں پڑھیں اور قبر مبارک کی طرف بڑھے اور پھر ان کی محبت وعقیدت، جذبات واحساسات اور علم وایمان نے جو کچھ کہلوایا وہ انھوں نے اس بارگاہِ نبوی میں عرض کیا۔ لیکن شریعت کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے اور توحیدِ خالص کو پیشِ نظر رکھ کر میں نے سُنا وہ کہہ رہے تھے۔:

"اے خدا کے رسول! اگر آپ نہ ہوتے اور آپ کا یہ جہاد اور یہ دعوت نہ ہوتی جو دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئی اور جس نے بڑے بڑے ملکوں کو فتح کر لیا۔ اور اگر آپ کا یہ دین نہ ہوتا جس پر ایمان لانے کے بعد ہمارے آباؤ اجداد گوشۂ عزلت اور قعرِ مذلت سے نکل کر عزت وسربلندی، بلند ہمتی وحوصلہ مندی کی وسیع زندگی میں داخل ہوئے۔ پھر اس کے نتیجے میں انھوں نے بڑی بڑی سلطنتیں قائم کیں اور دور دراز ملکوں کو فتح کیا اور ان قوموں سے خراج وصول کیا جو کسی زمانے میں ان کو اپنی لاٹھی سے ہانکتی تھیں۔ اور بھیڑ بکری کے گلّے کی طرح ان کی پاسبانی اور حفاظت کرتی تھیں۔ اگر جاہلیت سے اسلام

www.abulhasanalinadwi.org

کی طرف اور گوشۂ گمنامی اور تنگ و محدود قبائلی زندگی سے تسخیرِ عالم کیطرف یہ مبارک سفر نہ ہوتا جو آپ کی برکت سے انجام پذیر ہوا تو دنیا میں کسی جگہ بھی ہمارا جھنڈا سربلند نہ ہوتا اور نہ ہماری کہانی کسی جگہ سنائی جاتی۔ ہم اسیطرح بے آب و گیاہ خشک و ویران صحراؤں میں اور حقیر وادیوں میں دست و گریباں رہتے۔ جو طاقتور ہوتا وہ کمزور پر ظلم کرتا۔ بڑا چھوٹے پر زیادتی کرتا۔ ہماری غذا بہت ہی حقیر اور معیارِ زندگی اتنا پست تھا کہ اس سے زیادہ پست کا تصوّر مشکل ہے۔

ہم اس گاؤں یا محدود قبیلے سے آگے بڑھ کر کچھ سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے جس میں ہماری ساری زندگی اور ساری جدوجہد محصور تھی۔ ہماری مثال تالاب کی مچھلیوں اور کنویں کے مینڈکوں کی سی تھی۔ ہم اپنے محدود تجربوں کے جال میں گرفتار تھے اور اپنے جاہل اور بے عقل آباؤ اجداد کے گُن گاتے تھے۔

یا رسول اللہ! آپ نے ہم کو اپنے دین کی ایسی روشنی عطا کی کہ ہماری آنکھیں کھُل گئیں۔ خیال میں وسعت پیدا ہوئی نظر کو جلا ہوئی۔ اس کے بعد ہم اس وسیع اور جامع دین اور اس کے روحانی رشتہ و رابطہ کو لے کر خدا کی وسیع اور کشادہ زمین میں پھیل گئے۔ ہماری مُردہ و خوابیدہ صلاحیتیں بیدار ہوئیں۔ اور ہم نے ان صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے شرک و بت پرستی اور ظلم و جہالت کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا اور ایسی عظیم الشان حکومتیں قائم کیں

www.abulhasanalinadwi.org

جن کے سائے میں ہم اور ہماری اولاد اور ہمارے بھائی صدیوں تک آرام اور فائدہ اٹھاتے رہے ہے۔

آج ہم آپ کی خدمت میں غلامانہ نذرِ عقیدت پیش کرنے آتے ہیں۔ اور اپنے جذبہ و محبّت اور عزّت و احترام کا خراج یا ٹیکس اپنی خوشی و مرضی سے ادا کر رہے ہیں اور اس کو اپنے لیئے باعثِ فخر اور وسیلۂ نجات سمجھتے ہیں ہمیں پورا اعتراف ہے کہ اس دین کے احکام و قوانین کے نفاذ کے سلسلہ میں (جس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو سرفراز کیا تھا) ہم سے یقیناً بڑی کوتاہی ہوئی۔ ہم اللہ سے استغفار کرتے ہیں۔

میں ان بادشاہوں کی طرف متوجہ تھا میری نظریں ان کے خاموش اور باادب چہروں پر مرکوز تھیں۔ میرے کان ان کے ان پرخلوص نیازمندانہ الفاظ پر لگے ہوئے تھے جو اس سے قبل میں نے ان سے کسی موقع پر نہیں سنے تھے۔ کہ ایک اور جماعت داخل ہوئی اور اِن بادشاہوں اور فرمانرواؤں کی پرواہ کیئے بغیر ان کی صفوں سے ہوتی ہوئی سامنے آگئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان بادشاہوں کا رعب و دبدبہ اور قوّت و اقتدار کا ان پر کوئی اثر نہیں ہے میں نے اپنے دل میں کہا یا تو یہ شاعر ہیں یا انقلابی۔ یہ اندازہ غلط نہ تھا۔ اس لیئے کہ یہ جماعت ان دونوں گروہوں پر مشتمل تھی انھوں نے ایک کو اپنا ترجمان بنایا۔ اور لائق ترجمان نے ان الفاظ میں اپنے جذباتِ عقیدت کا اظہار کیا ۔

www.abulhasanalinadwi.org

خواجۂ کونین، سالارِ بدر و حُنین یارسول اللہ! میں آپ سے اس قوم کی شکایت کرنے آیا ہوں جو آج بھی آپ کے خوانِ نعمت کی ریزہ چیں ہے۔ اور آپ کے سایۂ رحمت کے سوا اس کو کہیں پناہ نہیں ملتی اور آپ ہی کے لگائے ہوئے باغ کے پھل کھا رہی ہے۔ وہ ان ملکوں میں جن کو آپ نے قفسِ استبداد سے آزاد کرایا تھا اور سورج کی روشنی اور کھلی ہوا عطا کی تھی وہ آج آزادی کے ساتھ اور اپنی حیثیت کے مُطابق حکومت کر رہی ہے۔ لیکن یہی قوم آج اسی بنیاد کو اکھاڑ رہی ہے جس پر اس عظیم امت کے وجود اور عظمت کا دار و مدار ہے۔

اس کے رہنما و لیڈر آج یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس امتِ واحدہ کو کثیر التعداد قومیتوں میں تقسیم کر دیں وہ اسی چیز کو زندہ کرنا چاہتے ہیں جس کو آپ نے ختم کیا تھا اسی چیز کو بگاڑ رہے ہیں جس کو آپ نے بنایا تھا اور اس امت کو عہدِ جاہلیت کی طرف لے جا رہے ہیں جس سے آپ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے نکالا تھا۔ اور اس معاملہ میں یورپ کی تقلید کر رہے ہیں جو خود زبر دست ذہنی افلاس اور انتشار و بے یقینی کا شکار ہے۔ وہ اللہ کی نعمت کو ناشکری سے تبدیل کر کے اپنی قوم کو تباہی کے گھر کیطرف لے جانا چاہتے ہیں۔

آپ نے جن بتوں سے کعبہ کو پاک کیا تھا وہ آج مسلمانوں کے سروں پر نئے نئے ناموں اور نئے نئے لباسوں میں پھر مسلّط کیئے جا رہے ہیں۔ سب مجھے

www.abulhasanalinadwi.org

عالمِ عربی کے بعض حصوں میں جن کو آپ کا مرکز اور قلعہ ہونا چاہیے تھا ایک عام بغاوت نظر آرہی ہے لیکن کوئی فاروق رضی اللہ عنہ نہیں، فکری و ذہنی ارتداد کی آگ تیزی سے پھیل رہی ہے اور کوئی ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نہیں جو اس کے لیے مردانہ وار میدان میں آئے اور اس آگ کو بجھائے۔

یہ بلیغ اور یقین و ایمان سے لبریز الفاظ ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ مسجدِ نبوی کے میناروں سے اذان کی دلنواز صدا بلند ہوئی۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر میں یکبارگی ہوشیار ہوگیا اور تخیلات کا یہ حسین سلسلہ جو تاریخ کے سہارے قائم ہوگیا تھا ٹوٹ گیا۔ اور میں پھر اسی دنیا میں واپس آگیا تھا جہاں سے چلا تھا۔ کچھ لوگ نماز میں مشغول تھے اور کچھ تلاوت کررہے تھے۔

عالمِ اسلام کے مختلف وفود اور جماعتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کررہی تھیں زبانوں اور لہجوں کے اختلاف کے ساتھ جذبات و تاثرات کے اتحاد نے ایک عجیب سماں پیدا کردیا تھا۔

بشکریہ : جنگ کراچی — ۲۱ جون ۱۹۹۱ء

القادر پرنٹنگ پریس فون : 7723748